عربی لٹریچر میں قدیم ہندوستان

ڈاکٹر خورشید احمد فارق، پروفیسر عربی، دہلی یونیورسٹی

(۱۷)

مذاہب اور فرقے

شہرستانی[1] (بارھویں صدی کا ربع ثانی):

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ ہندو ایک بڑی قوم ہیں اور ان کا ایک بڑا مذہب ہے اور ان کے مختلف مذہبی عقائد ہیں۔ ان کا ایک فرقہ برہمن کہلاتا ہے، یہ لوگ نبوت کے بالکل منکر ہیں (اور اس کی ضرورت نہیں تسلیم کرتے)، ان کا ایک فرقہ دہریت کی طرف مائل ہے، دوسرا ثنوی[2] عقیدے کا حامل ہے اور ابراہیمی مذہب کو حق قرار دیتا ہے لیکن بیشتر ہندو صابئی[3] مذاہب کے پیرو ہیں، ان

---

[1] الملل والنحل ۱/۸-۴۴۴ [2] ثنویہ فرقہ کا عقیدہ ہے کہ دنیا دو جوہری اور ازلی قوتوں سے مرکب ہے، ایک روشنی اور دوسرا اندھیرا اور دنیا کے خیر و شر ان دونوں کے مظہر ہیں، ان دونوں میں ہمیشہ تصادم اور آویزش رہتی ہے اور ہر ایک دوسرے پر غالب ہونے کی کوشش کرتا ہے، اس فرقہ کے مطابق انسان کا فرض ہے کہ خیر کے ساتھ تعاون کرے اور شر کو پھلنے پھولنے کا موقع نہ دے۔ [3] یعنی ستاروں کو انسان اور خدا کے درمیان واسطہ قرار دیتے ہیں اور ستاروں کو خدا کے دربار میں سفارش مان کر ان کی تعظیم اور پوجا کرتے ہیں۔

کی ایک جماعت روحانیات[1] کی قائل ہے، ایک جماعت ہیاکل[2] پرست ہے اور ایک جماعت بتوں کی عبادت کرتی ہے .... ہندوؤں میں ایسے فلسفی بھی پائے جاتے ہیں جو اپنے علم وعمل میں یونانی فلاسفہ کی طرح ہیں۔ دہری، ثنوی یا صابئی ہندوؤں کے مسلک کی تفصیل یہاں بیان کرنا ضروری نہیں کیونکہ ہم پہلے دہریہ، ثنویہ اور صابئہ فرقوں کے معتقدات کا ذکر کر چکے ہیں (اور اس کے مطالعہ سے ان ہندو فرقوں کے عقائد معلوم کئے جا سکتے ہیں)۔ اُن ہندوؤں کے پانچ فرقے ہیں جنھوں نے اپنے نظریات کی تشریح وتوضیح پر کتابیں لکھی ہیں: براہمہ، اصحاب الروحانیات، اصحاب الہیاکل، بت پرست اور فلسفی۔

براہمہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس فرقہ کے براہمہ کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ابراہیمی مذہب کا پیرو ہے لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ برہمن جن کا طرۂ امتیاز نبوت کا انکار ہے ابراہیم نبی کے کیسے قائل ہو سکتے ہیں۔ جو ہندو فرقہ ابراہیم کو نبی مانتا ہے ثنویہ کہلاتا ہے، جو روشنی اور اندھیرے کا قائل ہے۔ ان کے معتقدات کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں، در اصل برہمن ایک شخص کی طرف منسوب ہیں جو برہام کہلاتا تھا، جس نے انکار نبوت کا اصول وضع کیا اور اس کے عقلاً ناقابل قبول ہونے کے مختلف وجوہ پیش کئے مثلاً اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ جو ہستی نبی بھیجتی ہے ضروری ہے

---

[1] بقول شہرستانی روحانیات سے مراد فرشتے جیسی غیر مجسم اور برائیوں سے پاک ہستیاں ہیں جو خدا اور انسان کے درمیان آسمانوں میں بصورت سبع سیارہ نظر آتے ہیں اور جن کی تعظیم کے ذریعہ انسان خدا کا تقرب حاصل کر سکتا ہے [2] ہیاکل سے سات سیاروں کے مرتبع مراد ہیں، اصحاب الہیاکل صابئہ کا ایک فرقہ ہے اور اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو سات سیاروں کو خدا اور انسان کے درمیان واسطہ قرار دیتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ سیاروں کی تعظیم سے خدا کی خوشنودی حاصل کی جا سکتی ہے۔

کہ اس کا عقل سے ادراک ممکن ہو یا نہ ہو، اگر عقل سے ادراک ممکن ہے تو ہم عقل تام کے ذریعہ اس کا ادراک کر سکتے ہیں، اس لئے ہمیں نبی کی کیا ضرورت ہے اور اگر اُس ہستی کا عقل سے ادراک ناممکن ہے تو ایسی ہستی عقلاً قابل قبول نہیں ہو سکتی کیونکہ ناقابل ادراک ہستی کو قبول کرنا انسانی دائرہ سے نکل کر حیوانی دائرہ میں داخل ہونے کے برابر ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اس بات کے عقلی شواہد موجود ہیں کہ خدا حکیم ہے، انسان اس حکمت والے کی عبادت ان شواہد کے باعث کرتا ہے جن کو عقل تسلیم کرتی ہے، عقل اس بات کو مانتی ہے کہ عالم کو ایک قادر، عالم اور ذی حکمت ہستی نے بنایا ہے نیز یہ کہ اس نے اپنے بندوں کو بہت سی نعمتوں سے سرفراز کیا ہے جو شکر کی مستحق ہیں، پس ہم اپنی عقل سے خدا کی مصنوعات میں مضمر حکمت کا ادراک کر سکتے ہیں اور اس کی عنایتوں کے شکر گذار ہوتے ہیں جو اس نے ہم پر کی ہیں اور چونکہ ہم نے عقل سے اس ہستی کا ادراک کر لیا ہے اور اس کی عنایتوں کا شکریہ بھی ادا کیا ہے اس لئے ہم اس کے ثواب کے مستحق ہیں اور اگر ہم خدا کا انکار اور اس کے احسانات کی ناشکری کریں تو سزا کے مستحق ہو جائیں گے؛ اندریں صورت ہم اپنے جیسے انسان کا کیوں اتباع کریں کیونکہ اگر وہ ہمیں خدا کی معرفت اور شکر گذاری کا حکم دیتا ہے تو یہ دونوں باتیں عقل تام کے ذریعہ پہلے ہی سے ہمیں حاصل ہیں اور اگر وہ ایسا حکم دے جو معرفت اور شکر کے منافی ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ عقل تسلیم کرتی ہے کہ اس عالم کا ایک ذی حکمت بنانے والا ہے لیکن انسان ذی حکمت کی عبادت ایسے طریقوں سے کرنا پسند نہیں کرتا جو عقل کی میزان میں قبیح ہوں۔ انبیاء نے مذہب میں ایسی باتیں داخل کر دی ہیں جن سے عقل ابا کرتی، مثلاً عبادت کے وقت ایک مخصوص گھر کی طرف منہ کرنا، اس کا طواف کرنا، سعی کرنا۔ کنکریاں پھینکنا، احرام باندھنا، تلبیہ کہنا، ایک سخت پتھر کو چومنا، جانوروں کو ذبح کرنا اور ایسے جانوروں کا کھانا حرام قرار دینا جو انسان کی غذا بن سکتے ہیں ... یہ اور اسی طرح کے قیود عقلی تقاضوں کے خلاف ہیں ...

دوسرا فکری ریاضت کا قائل (اصحاب الفکرہ) اور تیسرا آواگون (تناسخ) کا معتقد۔

بُت پرست برہمن (اصحاب البُددہ)

برہمنوں کی رائے میں بُت وہ شخص ہے جو نہ تو پیدا ہوا ہو، نہ شادی بیاہ کرے، نہ کھائے پئے، نہ بوڑھا ہو، نہ مرے۔ اس دنیا میں ظاہر ہونے والے پہلے بُت کا نام شاکمین تھا، اس کے معنی شریف و معزز سردار کے ہیں، یہ ہجرت سے پانچ ہزار برس پہلے ظاہر ہوا تھا۔ باخبر ہندو علماء کی رائے ہے کہ بت کے بعد بُودسیعیہ کا مرتبہ ہے، اس کے معنی ہیں راہِ حق کا طالب انسان، اس مرتبہ تک صبر، فیاضی، اچھے میلانات، دنیا اور دنیا کے ساز و سامان، خواہشات، لذتوں اور ناجائز کاموں سے اجتناب اور ساری مخلوق کے ساتھ محبت و ہمدردی نیز دس گناہوں سے احتراز اور ستیر میں دس اچھی عادتیں پیدا کرنے سے پہنچنا ممکن ہے، دس گناہ یہ ہیں: جاندار کا قتل، غیر کے مال پر ہاتھ ڈالنا، زنا، جھوٹ، چغلخوری، فحش کلامی، گالی گلوج، لوگوں کو برے لقب دینا، بے ہودہ پن اور اخروی جزا سزا سے انکار۔ دس عمدہ خصلتیں یہ ہیں: سخاوت، قصور سے درگذر کرنا، غیظ و غضب میں بردباری سے کام لینا۔ دنیوی خواہشات سے پرہیز، فانی دنیا سے نکل کر باقی دنیا میں نجات پانے کے مسئلہ پر غور و خوض کرنا، علم و ادب سے عقل کی تربیت، ہر کام کے انجام پر نظر رکھنا، والسادسۃ القوۃ علی تصریف النفس فی طلب العلیات (؟) ہر شخص کے ساتھ نرمی اور اخلاق سے بات کرنا، دوستوں کے ساتھ ایثار کرنا اور حسن سلوک سے پیش آنا، خدا کی مخلوق سے دل ہٹا لینا اور حق کی طرف کلیۃً مائل ہو جانا اور حق کے وصل کی خاطر جان دے دینا۔۔۔۔

فکری ریاضت کے قائل برہمن (اصحاب الفکر والوہم)

کر کے ان سے متعلق احکام و ضوابط وضع کئے ہیں، جو ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں..... یہ لوگ فکر کو بڑی اہمیت دیتے ہیں، ان کی رائے ہے کہ فکر پر محسوسات اور معقولات دونوں کا پرتو پڑتا ہے، اس لئے یہ لوگ سخت ریاضت کرتے ہیں جس کے زیر اثر فکر کے پردہ پر محسوسات کے نقوش پڑنا بند ہو جاتے ہیں اور صرف (معقولات یعنی) عالم بالا کے نقوش ہی مرتسم ہوتے ہیں اور اس کے رموز فکر پر آشکارا ہو جاتے ہیں، کبھی ایک مشاق صاحب فکر غیب کی باتیں بتا دیتا ہے، کبھی بارش روک لیتا ہے اور کبھی کسی پر اپنا فکری شکنجہ اس طرح کستا ہے کہ وہ فوراً مر جاتا ہے.... فکر اور وہم جب محسوسات کے نقوش لینا بند کر دیتے ہیں تو حیرتناک کام انجام دینے پر قادر ہو جاتے ہیں۔

تناسخ کے قائل برہمن

تناسخ کے معنی ہیں اکوارہ[1] ادوار کا کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ.... تناسخ کے مطابق جزا و سزا دنیا میں ملتی ہے آخرت میں نہیں اور ہم دنیا میں جو اعمال کرتے ہیں وہ اُن اعمال کا بدلہ ہوتے ہیں جو ہم نے پہلے اُدوار (جنم) میں کئے تھے، آرام، خوشی اور شادمانی جن سے ہم دنیا میں بہرہ ور ہوتے ہیں وہ ان اچھے اعمال کا نتیجہ ہیں جو ہم نے پچھلے جنم میں کئے تھے اور غم، تکلیف اور ناداری جس کے ہم دنیا میں شکار ہوتے ہیں ان برے اعمال کا نتیجہ ہیں جو پچھلی زندگی میں ہم سے سرزد ہوئے تھے۔[2]

ہم پہلے ان مذاہب کا ذکر کر چکے ہیں جو تناسخ کے قائل ہیں، (ہندوؤں کا) کوئی مذہب ایسا نہیں جس کی بنیادیں آواگون کے تصورات پر استوار نہ ہوئی ہوں، ہر (ہندو) مذہب میں تناسخ کی تشریح و تعبیر کے صرف طریقے مختلف ہیں۔ ہندوستانی برہمنوں (تناسخیۃ الہند) کا آواگون پر گہرا عقیدہ ہے۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ مقررہ وقت پر آتا ہے اور ایک درخت

---

[1] یعنی روحوں کا ہمیشہ جسم بدلتے رہنا، اچھی روحوں کا اچھے جسموں میں داخل ہونا اور بُری روحوں کا بُرے جسموں میں۔ [2] الملل والنحل ۱/۲۴۹۔

پر بیٹھ کر انڈے دیتا ہے پھر اس کے بچے نکلتے ہیں ثم اذا تم نوعہ لفراخہ (؟) تو وہ پرندہ اپنی چونچ اور پنجوں سے اپنا جسم کھجلاتا ہے جس کے زیر اثر اس سے آگ کے شعلے نکلنے لگتے ہیں اور ان شعلوں میں وہ جل مرتا ہے، اس کے جسم سے تیل (چربی) بہکر درخت کی جڑ کے ایک گڑھے میں جمع ہو جاتا ہے، جب ایک سال گذر جاتا ہے اور اس پرندے کے ظاہر ہونے کا وقت آتا ہے تو درخت کی جڑ میں مجتمع تیل سے اس جیسا ایک پرندہ پیدا ہوتا ہے اور اڑ کر درخت پر بیٹھ جاتا ہے (اور انڈے بچے دیتا ہے) اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ تناسخ کے قائل برہمن کہتے ہیں کہ دنیا اور دنیا کے باشندے اس پرندہ کی طرح ہیں جس پر ہمیشہ اکوار و ادوار آتے رہتے ہیں[1] (یعنی فنا اور بقا، موت اور زیست کا کبھی ختم ہونے والا سلسلہ جاری رہتا ہے)۔

ابن خُرداذبہ[2] (نویں صدی کا ربع ثانی) :

ہندوؤں کے بیالیس فرقے ہیں، ان میں سے کچھ خدا اور رسولوں کے قائل ہیں، کچھ صرف رسولوں کے منکر ہیں اور کچھ خدا اور رسول دونوں کے۔

مطہر بن طاہر مقدسی[3] (دسویں صدی کا ربع ثالث) :

باخبر لوگوں کا بیان ہے کہ ہندوستان میں نوسو مختلف مذہب پائے جاتے ہیں، ان میں سے ننیانوے (کے حالات وکوائف) معلوم ہیں اور یہ بیالیس مذہبوں میں داخل ہیں اور ان بیالیس کا دار و مدار چار مذہبوں پر ہے اور یہ چار دو بڑے مذہبوں سے ماخوذ ہیں؛ ایک برہمنی اور دوسرا بدھ مذہب۔ بدھ مذہب رسالت کا منکر ہے۔ برہمنوں کے تین فرقے ہیں، ایک فرقہ توحید اور عذاب وثواب کا قائل ہے لیکن رسالت کی ضرورت تسلیم نہیں کرتا، دوسرا آواگون (تناسخ) کے اصول پر جزا و سزا کا قائل ہے لیکن توحید و رسالت کا انکار کرتا ہے۔

---

[1] الملل والنحل ۴/۳۴۹ [2] المسالک والممالک ص ۷۱

[3] ؎ [illegible]

ادریسی[1] (بارہویں صدی کا ربع ثالث):

ہندوستان کے اکثر باشندوں کے بیالیس مذہب ہیں، بعض لوگ خدا اور رسولوں کے قائل ہیں، بعض خدا کے قائل ہیں لیکن رسولوں کے منکر، بعض دونوں کو تسلیم نہیں کرتے، بعض مورتیوں کی پوجا کو خدا تک پہنچنے کا ذریعہ قرار دیتے ہیں، بعض پتھروں کے ڈھیر کو اپنے اور خدا کے درمیان واسطہ بناتے ہیں اور اس پر تیل اور چربی ڈال کر سجدہ کرتے ہیں، بعض آگ کی عبادت کرتے ہیں اور خود کو آگ میں جلا ڈالتے ہیں، بعض سورج کے پرستار ہیں اور اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ سورج نے عالم کو پیدا کیا اور وہی اس کا نظام چلا رہا ہے، کوئی فرقہ درخت کی پوجا کرتا ہے کوئی ناگوں کی، ان کے گرد باڑے بنا دیتا ہے اور ان کو کھلاتا پلاتا ہے اور ان کی پرستش کو خدا تک پہنچنے کا ذریعہ قرار دیتا ہے، ایسے لوگ بھی ہیں جو عبادت کی زحمت ہی نہیں کرتے اور ہر مذہب کے منکر ہیں۔

ابن الندیم[2] (دسویں صدی کا ربع آخر):

بدھ

بدھ کے بارے میں ہندوؤں کی مختلف رائیں ہیں، ان کی ایک جماعت کہتی ہے کہ بدھ خدا کی مورتی ہے، دوسری جماعت کا خیال ہے کہ وہ رسول کی مورتی ہے جسے خدا نے ان کے پاس بھیجا ہے، رسول کے بارے میں بھی اختلاف ہے، ایک جماعت کہتی ہے کہ رسول خدا کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے، دوسری جماعت کی رائے ہے کہ وہ ... انسان ہے، تیسری کا خیال ہے کہ وہ راکشس (عفریت) ہے، ایک جماعت کا عقیدہ ہے کہ بدھ بوداسف حکیم (مہاتما بدھ) کی مورتی ہے جو (لوگوں کی رہنمائی کے لئے) خدا کے پاس سے آیا تھا۔ ہر جماعت بدھ کی پوجا اور تعظیم الگ

---

[1] نزہۃ المشتاق قلمی ۱/۶۵ - [2] فہرست ص ۴۸۷

الگ طریقوں سے کرتی ہے، ایک باخبر ثقہ شخص کا بیان ہے کہ ہر ہندو فرقہ کی ایک مورتی ہوتی ہے جس کی وہ پوجا اور تعظیم کرتا ہے نیز یہ کہ بت (بُد) اسم جنس ہے اور مورتیاں اس کی انواع، سب سے بڑا بت انسانی شکل کا ہے اور ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے، اس کے چہرہ پر کوئی بال نہیں ہے، مغموس الذقن فی الفقم (؟) اس کا جسم ننگا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے گویا مسکرا رہا ہو، ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے میں اس طرح ڈالے ہوئے ہے کہ ان سے بتیس ۳۲ کے ہندسے بنتے ہیں، اسی ثقہ راوی کا بیان ہے کہ ہر گھر میں بدھ کی ایک مورتی موجود رہتی ہے اور گھر والے کی حسب حیثیت جواہرات سے مرصع سونے یا چاندی کی یا پیتل یا لکڑی کی ہوتی ہے، مشرق سے مغرب یا مغرب سے مشرق جس طرف سے بھی بدھ کی مورتی پر نظر پڑ جائے ہندو اس کی تعظیم کرتے ہیں لیکن زیادہ تر وہ مورتی کا رخ مغرب کی طرف رکھتے ہیں تاکہ وہ مشرق رو ہو کر اس کے سامنے آئیں۔ راوی کہتا ہے کہ بدھ کے چار چہرے ہوتے ہیں جن کو ایسی ناپ تول اور مہارت سے بنایا جاتا ہے کہ ہر طرف سے اس کا پورا چہرہ دیکھنے والے کے سامنے آجاتا ہے......

میں نے ایک خراسانی کی کتاب میں جو قدیم اور اسلامی دور کے خراسان کے حالات پر مشتمل ہے پڑھا کہ فرقہ سُمَنِیّہ کا پیغمبر بوداسف (مہاتما بدھ) تھا اور ماوراء النہر کے اکثر باشندے اسلام سے پہلے اور قدیم الایام میں اسی مذہب کے پیرو تھے، سُمنیہ، سمنی کی طرف نسبت ہے، یہ لوگ ہر ملک اور ہر مذہب کے لوگوں سے زیادہ سخی اور فیاض منش واقع ہوئے ہیں، وجہ یہ ہے کہ ان کے نبی بوداسف (مہاتما بدھ) نے تعلیم دی ہے کہ انسان کے لئے جائز نہیں کہ کسی معاملہ میں بھی نہیں کہے اور اس کے لئے مناسب نہیں کہ اس عقیدہ کا حامل ہونے کے بعد اس پر عمل پیرا نہ ہو، چنانچہ اس فرقہ کے لوگ قول اور فعل دونوں میں منفی روش اختیار نہیں کرتے، ان کا عقیدہ ہے کہ نہیں کہنا شیطانی فعل ہے اور شیطان کی مخالفت ان کا دھرم ہے[۱]۔

فرقے

مطہر بن طاہر مقدسی[1] (دسویں صدی کا ربع ثالث):

باسویہ (ناشدیہ)

موحّد برہمنوں کی رائے ہے کہ خدا نے ان کے پاس ایک فرشتہ انسان کی شکل میں پیغمبر بنا کر بھیجا جس کا نام باسو (ناشد) تھا، اس کے ایک ہاتھ میں تلوار تھی، دوسرے میں زرہ بکتر، تیسرے میں چکر (شکرتہ)، چوتھے میں پھندے دار رسی، وہ عنقار پر سوار تھا، اس کے بارہ سر تھے۔ ایک انسانی، دوسرا گھوڑے کا، تیسرا شیر کا، چوتھا بیل کا، پانچواں گدہ کا، چھٹا ہاتھی کا، ساتواں سور کا، باقی پانچ سروں کی بھی انھوں نے تصریح کی ہے، برہمنوں کا یہ موحد فرقہ کہتا ہے کہ باسو (ناشد) نے ہمیں آگ کی تعظیم کا حکم دیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا نے آگ کو بلندی، شان اور تابنا کی عطا کر کے معزز و موقر بنایا ہے اور اس کے ساتھ بہت سے دنیوی فائدے وابستہ کر دئے ہیں۔ باسو (ناشد) نے قتل اور شراب خوری سے روکا ہے لیکن زنا مباح کر دی ہے، اس نے اپنی اور گائے کی مورتی پوجنے کا حکم دیا ہے۔ گنگا پار کرنے کی ممانعت کر دی ہے، جو برہمن ایسا کرے گا اس کا دھرم جاتا رہے گا۔

شہرستانی[2] (بارہویں صدی کا ربع ثانی):

باسویہ فرقہ کا دعویٰ ہے کہ ان کا رسول ایک روحانی فرشتہ تھا جو انسان کی شکل میں آسمان سے اترا تھا، اس نے ان کو حکم دیا کہ آگ کی تعظیم کریں اور اس کا تقرب عطر، خوشبو اور تیل جلا کر نیز جانور قربان کر کے حاصل کریں۔ رسول نے قتل اور ذبح کرنے کی ممانعت کر دی ہے سوائے اس جانور کے جو آگ پر قربان کیا جائے، اس نے ان کے لئے یہ ضابطہ بنایا کہ گلے

---

[1] البدء والتاریخ ۴/۳-۱۲۔ [2] الملل والنحل ۱/۴۵۰۔

میں ایک دھاگا (جنیو) ڈالیں جو سیدھے کندھے سے ہو کر الٹے کندھے کے نیچے سے گذرے، رسول نے جھوٹ بولنے، شراب پینے اور غیر مذہب والوں کا کھانا اور ذبیحہ کھانے سے روکا ہے نسل انسانی کو برقرار رکھنے کے لئے اس نے زنا کی اجازت دیدی ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے اس کی مورتی کی پوجا کی جائے اور دن میں تین بار اس کا طواف کیا جائے، طواف کے دوران باجے بجائیں، ناچیں اور خوشبودار چیزیں سلگائیں۔ رسول نے گائے کی تعظیم کی تاکید کی ہے نیز اس بات کی کہ جب وہ نظر آئے تو اس کو سجدہ کیا جائے (یغزعوانی التوبة الى التمسیح بہا)، اس نے گنگا پار کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔

مہادیویہ (بہابوذیہ)

مطہر بن طاہر مقدسی[1]

موحد برہمنوں کا ایک فرقہ مہادیویہ (بہابوذیہ) کہلاتا ہے، اس کا عقیدہ ہے کہ ان کا پیغمبر ایک فرشتہ تھا جسے مہادیو (بہابوذ) کہتے ہیں، وہ انسانی شکل میں اترا تھا اور بیل پر سوار تھا، اس کے سر پر مردوں کی ہڈیوں سے بنا ہوا ایک تاج تھا اور (انسانی) کھوپڑیوں کی ایک مالا پہنے ہوئے تھا، اس کے ایک ہاتھ میں کھوپڑی کا بادیہ اور دوسرے میں سہ دھارا چھوٹا نیزہ تھا، سر پر مور کی دم کی چھتری تھی، اس نے خدا کی عبادت کا حکم دیا نیز اس بات کا کہ اس کی مورتی کی پوجا کریں تاکہ اس کے ذریعہ اُن کی دعائیں اور التجائیں خدا کے دربار تک پہنچ سکیں، اس کا حکم ہے کہ چونکہ سب چیزیں خدا کی بنائی ہوئی ہیں اس لئے کسی چیز سے گھن نہیں کرنی چاہیئے۔

شہرستانی۔

اس فرقہ کا دعوی ہے کہ ان کا رسول ایک روحانی فرشتہ تھا بشکل انسان جس کا نام

[illegible]

مہادیو (باہودیہ) ہے، وہ ایک بیل پر سوار ہو کر آسمان سے اترا تھا، اس کے سر پر کھوپڑیوں کا تاج تھا، گلے میں کھوپڑیوں کی ایک مالا، ایک ہاتھ میں انسانی کھوپڑی کا بادیہ اور دوسرے میں سہ دھارا چھوٹا نیزا۔ اس نے خدا نیز اپنی مورتی کی پوجا کا حکم دیا، اس کی تاکید ہے کہ چونکہ ساری اشیاء کا بنانے والا خدا ہے اس لئے کسی سے نفرت یا گھن نہیں کرنی چاہئے، اس کا حکم ہے کہ انسانی ہڈیوں کی مالائیں اور تاج بنا کر پہنیں اور جسموں اور سروں پر راکھ ملیں، اس نے قربانی سے روکا ہے اور روپیہ جمع کرنے کی ممانعت کر دی ہے اور ترکِ دنیا کا حکم دیا ہے۔ اس فرقہ کے لوگ خود کچھ نہیں کماتے بلکہ خیرخیرات پر گذارہ کرتے ہیں۔

مطہر بن طاہر مقدسی[1]

کپالیہ (کابالیہ)

موحد برہمنوں کا ایک فرقہ کپالیہ (کابالیہ) ہے، اس کا دعویٰ ہے کہ ہمارا پیغمبر شو (شب) نامی ایک فرشتہ ہے، وہ انسانی شکل میں اترا تھا، اس کے سر پہ اونی ٹوپی تھی جس پر انسانی کھوپڑیاں ٹکی ہوئی تھیں۔ شو (شب) نے ان کو حکم دیا کہ انسانی آلۂ تناسل کی شبیہ بنا کر اس کی تعظیم و عبادت کریں کیونکہ اسی پر نسل انسانی کی بقا کا دار و مدار ہے۔

شہرستانی[2]

اس فرقہ کا دعویٰ ہے کہ ان کا رسول ایک روحانی فرشتہ ہے جس کا نام شو (شب) ہے، وہ انسانی شکل میں آیا تھا، اس کے سارے جسم پر راکھ ملی ہوئی تھی، اس کے سر پر لال اون کی تین بالشت اونچی ٹوپی تھی جس پر انسانی کھوپڑیاں ٹکی ہوئی تھیں، وہ (کھوپڑیوں کی) ایک بہت بڑی مالا پہنے تھا اور انہی کا پٹکہ باندھے تھا اور انہی کے کنگن اور پازیب اس کے ہاتھوں اور پیروں میں

---

[1] البدء والتاریخ ۴/۱۴ ۔ [2] الملل والنحل ۱/ ۱۵۲۔ اس کتاب میں فرقہ کا نام کابلیہ مکتوب ہوا ہے۔

تھے، اس کا جسم ننگا تھا، اس کا اپنے پیروؤں کو حکم تھا کہ وہ اُسی طرح کی ہیئت بنائیں۔ شِو نے ان کے لئے مذہبی قاعدے ضابطے بھی مقرر کئے۔

مطہر بن طاہر مقدسی[1]

دامانیہ و داونیہ (؟)

موحّد برہمنوں کے دو فرقوں کا نام دامانیہ اور داونیہ ہے، یہ بھی توحید کے ساتھ رسالت کے قائل ہیں۔

رشیہ (رشتیہ)

برہمنوں کے ان فرقوں میں سے جو وجود خالق کے قائل ہیں لیکن رسولوں کی بعثت تسلیم نہیں کرتے فرقۂ رشیہ (رشتیہ) ہے، یہ لوگ عرصہ تک فکری ریاضت کر کے اپنے ظاہری حواس بیکار کر لیتے ہیں، ان کی رائے ہے کہ فکر کو محسوسات سے الگ تھلگ رکھنے سے فرشتوں کی تجلی ہونے لگتی ہے، فرشتے ان میں روحانی طہارت و لطافت پیدا کر دیتے ہیں اور اُن کو فائدے پہنچاتے ہیں، رِشی نہ تو دودھ پیتے ہیں نہ گوشت کھاتے ہیں اور نہ کوئی ایسی چیز جو آگ پر پکائی جائے، ان کی غذا صرف سبزی اور پھل ہے، وہ عمر کا بیشتر حصہ آنکھیں بند کئے فکری ریاضت میں گذار دیتے ہیں، ان کا دعوی ہے کہ فکر کے ذریعے وہ جو چاہیں کرا سکتے ہیں، مثلاً بارش کرانے، ہوا چلانے، قتل کرنے، پرندوں کو زمین پر اتارنے اور دعا قبول کرانے پر قادر ہیں۔

مُصَفّدہ

وجود خالق کے قائل لیکن رسولوں کی بعثت کے منکر برہمن فرقوں میں سے ایک فرقہ مُصَفّدہ

---

[1] البدء والتاریخ ۴/ ۱۵۔۱۴۔

ہے، یہ لوگ لوہے کی زنجیر سے کمر تا پشت اپنا جسم جکڑ لیتے ہیں تاکہ کثرت علم اور ریاضت فکر سے ان کا پیٹ نہ پھٹ جائے۔

ابن الندیم[1] (دسویں صدی کا ربع آخر)

ہندوؤں کا ایک فرقہ بکرنتینیہ ہے اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو خود کو زنجیر سے جکڑ لیتے ہیں، یہ لوگ سر اور داڑھی منڈاتے ہیں اور ستر کے علاوہ سارا جسم ننگا رکھتے ہیں، وہ کسی ایسے شخص سے نہ تو ہم کلام ہوتے ہیں نہ اس کو تعلیم دیتے ہیں جو ان کے مذہب میں داخل نہ ہو۔ جو شخص ان کا مذہب قبول کر لیتا ہے اس کو خیر خیرات کی تاکید کرتے ہیں تاکہ اس میں انکسار کی صفت پیدا ہو، ان کے مذہب میں داخل ہونے والے کو اسی وقت زنجیر سے جسم جکڑنے کی اجازت ملتی ہے جب فکری ریاضت میں اونچا درجہ حاصل کرلے۔ زنجیر کمر سے لے کر سینہ تک جکڑی جاتی ہے تاکہ علم کی زیادتی اور غلبۂ فکر سے پیٹ نہ پھٹ جائے۔

شہرستانی[2]

بکرنتینیہ سے وہ ہندو مراد ہیں جو لوہے سے اپنا جسم جکڑ لیتے ہیں، سر اور داڑھی منڈانا ستر چھوڑ کر سارا جسم کھلا رکھنا اور کمر سے سینہ تک زنجیر جکڑ لینا ان کا شعار ہے، یہ اس لئے تاکہ کثرت علم اور شدت وہم اور غلبہ فکر سے پیٹ نہ پھٹ جائے۔۔ شاید ان کو لوہے میں کوئی ایسی خاصیت نظر آئی جو وہم و فکر سے ہم آہنگ تھی ورنہ لوہا انشقاق بطن کیسے روک سکتا ہے اور کثرت علم سے پیٹ پھٹنے کا کیا تعلق ہے۔

مطہر بن طاہر مقدسی[3]

مہاکالیہ

وجود خالق کے قائل لیکن رسولوں کی بعثت کے منکر برہمن فرقوں میں ایک فرقہ مہاکالیہ ہے،

---

[1] فہرست ص ۴۸۹ [2] الملل والنحل ۲۴۹/۱ [3] البدء والتاریخ ۱۵/۴

مہاکال ایک بت کا نام ہے جس کی پشت پر ہاتھی کی کھال ہے اور اس سے خون ٹپکتا ہے، اس کے دونوں کان چھدے ہوئے ہیں اور اس کے سر پر (انسانی) کھوپڑیوں کا ایک تاج رکھا ہے۔ ہندو اس کی یاترا کو آتے ہیں اور اس سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ مہاکال ان کی دعائیں اور منتیں پوری کر دیتا ہے۔

ابن الندیم[۱]

اس فرقہ کی ایک مورتی ہے جسے مہاکال کہتے ہیں، اس کے چار ہاتھ ہیں، اس کا رنگ آسمانی ہے، سر کے بال لمبے اور گھنے ہیں، دانت نکالے ہوئے ہے، اس کا پیٹ کھلا ہوا ہے، پیٹھ پر ہاتھی کی کھال ہے اور اس سے خون ٹپک رہا ہے، اپنے سامنے ہاتھی کے ہاتھوں کی کھال کی گانٹھ لگائے ہوئے ہے (قد عقد بجلد یدی الفیل بین یدیہ)، اس کے ایک ہاتھ میں منہ کھولے ہوئے ایک بڑا سانپ ہے اور دوسرے ہاتھ میں ڈنڈا ہے، تیسرے میں انسانی سر، چوتھا اوپر اٹھا ہوا ہے۔ اس کے کانوں میں دو سانپ بالیوں کی طرح پڑے ہوئے ہیں، جسم پر دو بڑے سانپ لپٹے ہوئے ہیں، سر پر انسانی کھوپڑیوں کا ایک تاج ہے اور کھوپڑیوں ہی کی مالا گلے میں ہے۔ اس فرقہ کے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ ایک راکشس (شیطان) ہے بڑا عظیم الشان بھلی بری دونوں صفات کا حامل، فائدہ اور نقصان پہنچانے پر قادر اس لئے اس کی عبادت کرنی چاہئے، مشکلات و مصائب میں وہ اس سے رجوع کرتے ہیں۔

شہرستانی[۲]

ہندوؤں کا ایک بت ہے جسے مہاکال کہتے ہیں، اس کے چار ہاتھ ہیں، گھنے لمبے بال، اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سانپ ہے جس کا منہ کھلا ہوا ہے، دوسرے ہاتھ میں ڈنڈا، تیسرے میں انسانی سر، چوتھا اوپر اٹھا ہوا، کانوں میں بالیوں کی طرح دو سانپ پڑے ہیں اور جسم پر دو

۱۔ فہرست ص ۴۸۸ ۲۔ الملل والنحل ۲/۱۴۵۷۴

اور بڑے سانپ لپیٹے ہوئے ہیں، سر پر کھوپڑیوں کا تاج اور گلے میں ان کی مالا ہے، ان کا دعویٰ ہے کہ یہ ایک راکشس (عفریت) ہے جو اپنی عظمت اور اچھے برے صفات کی بدولت مثلاً عطا کرنا، باز رکھنا نقصان اور فائدہ پہنچانا، عبادت کا مستحق ہے۔ ضرورت کے وقت ہندو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ہندوستان میں مہاکال کے بڑے بڑے بت خانے ہیں، اس کے معتقد ہر دن تین بار آکر اس کے سجدے اور طواف کرتے ہیں، ہندوستان میں اُجین (اختر؟) نامی ایک شہر ہے جہاں مہاکال کی ایک بڑی مورتی پائی جاتی ہے۔ ہندو ہر جگہ سے یہاں آتے ہیں اور مورتی کو سجدے کرتے ہیں اور اپنی دنیوی مرادیں مانگتے ہیں، کوئی کہتا ہے فلاں لڑکی سے میری شادی کرادو، کوئی کہتا ہے فلاں چیز مجھے دلوادو۔ بعض یاتری عرصہ تک شب و روز مہاکال کے مندر میں قیام کرتے ہیں اور قیام کے دوران بھوکے رہتے ہیں، مہاکال کے سامنے گڑگڑاتے ہیں اور منتیں مانگتے ہیں۔ بعض اوقات ان کی دعا قبول ہوجاتی ہے

تہکنیہ (؟)

مطہر بن طاہر مقدسی[1]

وجود خالق کے قائل برہمنوں کا ایک فرقہ تہکنیہ ہے، ان کی ایک مورتی ہے عورت کی ہم شکل، کہا جاتا ہے کہ اس کے ہزار ہاتھ ہیں اور ہر ہاتھ میں کسی نوع کا ہتیار ہے، جب سورج برج میزان میں آتا ہے تو اس فرقہ کے لوگ مورتی کے پاس ایک بڑی تقریب مناتے ہیں، اس پر بھینسیں، اونٹ، بکریاں حتی کہ غلام اور باندیاں بلکہ آزاد لوگ تک قربان کردئے جاتے ہیں، اسی وجہ سے تقریب کے ایام میں بے یار و مددگار لوگ اس ڈر سے چھپے رہتے ہیں کہ کہیں مورتی ان کے قتل کا حکم نہ دے دے۔

---

[1] البدء و التاریخ ۴/۱۵

شہرستانی[1]

اس فرقہ کے لوگ عورت کی ہم شکل ایک مورتی بناتے ہیں جس کے سر پر تاج ہوتا ہے، اس کے بہت سے ہاتھ ہوتے ہیں، ہر سال جب دن رات برابر ہو جاتے ہیں اور سورج برج میزان میں داخل ہوتا ہے تو یہ لوگ اس مورتی کے سامنے ایک بڑا باڑہ بناتے ہیں اور مورتی پر بکریوں اور دوسرے جانوروں کی قربانی چڑھاتے ہیں، جانوروں کو ذبح نہیں کیا جاتا بلکہ تلواروں سے ان کی گردن کاٹ دی جاتی ہے اور دھوکہ سے لوگوں کو پکڑ کر بھی قربان کر دیتے ہیں۔ ہندوستان کے بیشتر ہندوؤں کی نظر میں یہ فرقہ اپنی اس حرکت کے باعث مطعون ہے۔

جَل بھکتیہ (جلھکیہ)

مطہر بن طاہر مقدسی[2]

یہ لوگ پانی کی پوجا کرتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ پانی کے ساتھ ایک فرشتہ رہتا ہے نیز یہ کہ پانی پر ہر قسم کے نشوونما اور زندگی کا دارومدار ہے، اسی کے ذریعہ زراعت ہوتی ہے اور اسی کے ذریعہ گندگی سے پاکی حاصل کی جاتی ہے۔

شہرستانی[3]

جَل بھکتیہ (جلھکیہ) سے مراد پانی کے پجاری ہیں، اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ پانی ایک فرشتہ ہے جس کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت رہتی ہے نیز یہ کہ ہر چیز کی بنیاد پانی پر ہے، ہر شے اسی سے وجود میں آتی ہے، ہر چیز کی نشوونما اور بقا اسی پر منحصر ہے، اسی کے ذریعہ پاکی حاصل کی جاتی ہے اور اسی پر زراعت کا دارومدار ہے۔ دنیا کا کوئی کام بغیر پانی کے نہیں چلتا۔ اس فرقہ کا پیرو جب

---

[1] الملل والنحل ۱/۴۵۴، اس کتاب میں فرقہ کا نام دکھینیہ مکتوب ہے۔

[2] البدء والتاریخ ۱۵/۴ [3] الملل والنحل ۱/۴۵۴

پانی کی عبادت کرنا چاہتا ہے تو ستر۔۔۔ چھوڑ کر سارے جسم کے کپڑے اتار دیتا ہے اور پانی میں داخل ہوجاتا ہے۔ جب پانی کمر تک آجاتا ہے تو ایک یا دو لمحے یا زیادہ پانی میں ٹھہرتا ہے، پھولوں کی جتنی پتیاں اس کو مل جاتی ہیں ساتھ لے لیتا ہے ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتا ہے اور تھوڑا تھوڑا کر کے ان کو پانی میں ڈالتا ہے اور اس کی حمد و ثنا کرتا ہے اور منتر پڑھتا ہے، لوٹتے وقت پانی کو ہاتھ سے ہلاتا ہے پھر چلو میں لے کر سر، منہ اور باقی جسم پر چھڑکتا ہے اس کے بعد پانی کو سجدہ کرتا ہے اور باہر نکل آتا ہے۔

اگنی ہوتریہ (اگنہوطریۃ)

مطہر بن طاہر مقدسی[1]

برہمنوں کا یہ موحد لیکن منکر بعثت فرقہ آگ کی جو سب سے بڑا عنصر ہے پرستش کرتا ہے، یہ لوگ مردوں کو اس ڈر سے نہیں جلاتے کہ آگ ناپاک ہوجائے گی۔

شہرستانی[2]

اگنی ہوتریہ (اگنواطریہ) سے آگ کے پجاری مراد ہیں، اس فرقہ کا دعوی ہے کہ آگ سب سے بڑا، سب سے مفید[3]، سب سے بلند مرتبہ، شریف ترین اور لطیف ترین عنصر ہے اور ہر عنصر کی نسبت انسان کو اس کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ دنیا میں آگ ہی روشنی کا سرچشمہ ہے، زندگی، نشوونما اور اشیا کی ترکیب آگ ہی کے میل سے ہوتی ہے، آگ کی پرستش کا طریقہ یہ ہے کہ لوگ زمین میں مربع گڑھے کھودتے ہیں اور ان میں آگ جلاتے ہیں پھر ہر قسم کے کھانے پینے کی عمدہ چیزیں، بڑھیا کپڑا، مہکتی خوشبوئیں اور قیمتی پتھر آگ میں اس کی خوشنودی اور برکت حاصل کرنے کے لئے ڈالتے ہیں۔ یہ فرقہ ہندو زاہدوں کی ایک دوسری جماعت کے برخلاف جسم کو آگ

---

[1] البدء والتاریخ ۴/۱۶ [2] الملل والنحل ۱/۲۵۵ و نہایت الارب نُویری ۱/۱۰۳

[3] متن میں اوسعہا حیزا بالزای ہے، ہماری رائے میں حیزا خیرا کی تصحیف ہے۔

میں جلانے کی اجازت نہیں دیتا۔ ہندوؤں کے اکثر راجہ اور اکابر بھی آگ کے اعلیٰ جوہر اور شریف عنصر کے باعث اس کی بے حد تعظیم کرتے ہیں اور ساری موجودات پر اس کو فوقیت دیتے ہیں۔

اس فرقہ میں زاہدوں اور عابدوں کا ایک طبقہ ہے جو روزہ رکھ کر آگ کے گرد بیٹھتا ہے، یہ لوگ اپنی ناک بند رکھتے ہیں تاکہ کسی مجرم یا گنہگار کی سانس ان کی ناک میں نہ چلی جائے۔ ان کا شعار ہے اچھے کردار اور عمدہ سیرت کی تلقین کرنا اور نازیبا کاموں سے روکنا جیسے جھوٹ، حسد، کینہ، جھگڑا، ظلم، لالچ اور غرور۔ جب انسان ان برائیوں سے پاک ہو جاتا ہے تو اس کو آگ کی قربت حاصل ہو جاتی ہے۔

بَرگد بھکتیہ (برکسہیکیہ)

اس فرقہ کے لوگ ایک مورتی لے کر اس کی پوجا کرتے ہیں اور اس پر نذرانے چڑھاتے ہیں وہ ایک بڑا جھاڑ دار، بہت خوش نما اور خوب لمبا درخت منتخب کرتے ہیں جیسا کہ پہاڑوں میں ہوتا ہے اور اس کی جائے وقوع کو اپنی عبادت گاہ بناتے ہیں، وہ مورتی کو اس درخت کے پاس لاتے ہیں اور درخت کے تنے کو اتنا کھوکھلا کرتے ہیں کہ مورتی اس میں فٹ ہو جاتی ہے پھر وہ اس درخت کے سجدے اور طواف کرتے ہیں[1]۔

بھادونیہ (؟)

ابن الندیم[2]

ہندوؤں کا ایک فرقہ ہے جو لمبے لمبے بال رکھتا ہے اور بالوں کی لٹیں بنا کر منہ پر ڈال لیتا ہے، ان لوگوں کے سر کے چاروں طرف بال پڑے ہوتے ہیں، یہ شراب نہیں پیتے، ان کا ایک مقدس

---

[1] الملل والنحل، ۱/ ۳۵۴
[2] فہرست ص ۴۹۰

پہاڑ ہے جس کا نام جورعن (؟) ہے، یہ لوگ اس پہاڑ کی یاترا کرتے ہیں اور جب یاترا سے سے واپس آتے ہیں تو (راستہ میں واقع) بستیوں میں داخل نہیں ہوتے اور اگر کوئی عورت نظر آجاتی ہے تو اس سے دور بھاگ جاتے ہیں، اس پہاڑ پر ایک بڑا بت خانہ ہے جس میں ایک مورتی رکھی ہے

شہرستانی[1]

اس فرقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ بھادون ایک بڑا فرشتہ تھا جو ایک لمبے چوڑے انسان کی شکل میں آیا تھا، اس کے دو بھائی تھے جنھوں نے اس کو قتل کر دیا اور اس کی کھال سے زمین بنائی، ہڈیوں سے پہاڑ اور خون سے سمندر، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ محض رمزیہ تعبیر ہے ورنہ کوئی انسان اتنا بڑا کب ہوتا ہے (کہ اس کے جسم سے زمین اور پہاڑ وغیرہ بن سکیں) بھادوں ایک جانور پر سوار ہے، اس کے سر پر خوب بال ہیں جو اس نے منھ پر ڈال لئے ہیں، اس نے بالوں کو برابر حصوں میں بانٹ کر سر کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے ڈال لیا ہے۔ اس نے اپنے متبعین کو بھی اسی طرح بالوں سے منھ ڈھکنے کا حکم دیا ہے، اس نے شراب سے اجتناب کی تاکید کی ہے، اس کا حکم ہے کہ اگر کسی جگہ غیر عورت نظر آجائے تو وہاں سے بھاگ جاؤ، اس کا حکم ہے کہ جورعن (؟) پہاڑ کی یاترا کریں، اس پہاڑ پر ایک بڑا مندر ہے جس میں بھادوں کی مورتی رکھی ہے۔ اس مندر کے پروہت ہیں جن کے پاس اس کی کنجی رہتی ہے، انھی کی اجازت سے یاتری اندر داخل ہوتے ہیں، یہ پروہت جب دروازہ کھولتے ہیں تو اپنا منھ بند کر لیتے ہیں تاکہ ان کی سانس مورتی تک نہ جانے پائے۔ یاتری مورتی پر جانور قربان کرتے ہیں اور نذرانے چڑھاتے ہیں اور جب یاترا کر کے لوٹتے ہیں تو راستہ میں واقع بستیوں میں نہیں جاتے ولم ینظروا الی محرم (؟) اور کسی کو اپنے قول یا فعل سے اذیت نہیں پہنچاتے۔

---

[1] الملل والنحل ۱/ ۲۵۱۔

ابن الندیم[1]

چندر بھکتیہ (جندر یہکنیہ)

یہ لوگ چاند کی پوجا کرتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ چاند ایک فرشتہ ہے جو تعظیم و عبادت کا مستحق ہے، انھوں نے چاند کی ایک مورتی بنائی ہے جو ایک گاڑی پر سوار ہے جسے چار بطخیں کھینچ رہی ہیں، مورتی کے ہاتھ میں ایک قیمتی پتھر ہے جسے چندرگیت (جندرکیت) کہتے ہیں، یہ لوگ چاند کی مورتی کو سجدہ کرتے ہیں اور اسے پوجتے ہیں۔ ہر مہینہ کے پہلے پندرہ دن روزے رکھتے ہیں اور جب تک چاند طلوع نہیں ہوتا افطار نہیں کرتے، افطار کے بعد مورتی کے پاس کھانا پانی اور دودھ لے کر جاتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں، پھر چاند کی طرف دیکھتے ہیں اور اس کے سامنے دعائیں مانگتے ہیں اور اس کی مورتی کے سامنے رقص و سرود کی محفل منعقد کرتے ہیں۔ جب مہینہ ختم ہو جاتا ہے اور نیا چاند نکلتا ہے تو وہ چھتوں پر چڑھ کر اسے تکتے ہیں اور خوشبوئیں سلگاتے ہیں، دعائیں مانگتے ہیں اور منتیں کرتے ہیں پھر چھتوں سے اتر کر کھاتے پیتے اور خوشیاں مناتے ہیں ولم ینظروا إلیہ إلا علی الوجوہ الحسنۃ (۹)

آدتّ[2] بھکتیہ (دینکیتیہ)

یہ لوگ سورج کے پجاری ہیں، انھوں نے سورج کی مورتی بنائی ہے اور اسے ایک گاڑی پر سوار کیا ہے جس میں پہیوں کی جگہ چار گھوڑے لگے ہیں، مورتی کے ہاتھ میں آتشیں رنگ کا ایک

---

[1] فہرست ص ۹ - ۴۸۸، الملل والنحل ۱/۴۵۲ اور نہایۃ الارب ۱/۵۶ میں بھی فہرست سے ملتا جلتا ذکر موجود ہے۔ الملل میں فرقہ کا نام جندریکنیہ اور نہایۃ الارب میں حندریکتیہ بالحاء المہملہ قلمبند ہوا ہے۔

[2] سنسکرت میں آدت سورج کو کہتے ہیں۔

قیمتی پتھر ہے، اس فرقہ کا دعویٰ ہے کہ سورج سب سے بڑا فرشتہ ہے اور اس لائق کہ اس کی عبادت کی جائے اور اسے سجدہ کیا جائے۔ اس لئے وہ اس کی مورتی کو سجدے کرتے ہیں اور سلگتی ہوئی خوشبو لے کر، بانسری اور دوسرے ساز بجاتے ہوئے اس کا طواف کرتے ہیں۔ اس مورتی کے لئے جائدادیں وقف ہیں جن سے آمدنی ہوتی ہے، اس کے پروہت اور منتظم ہیں جو اس کی اور اس کی جائداد کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ دن میں تین بار مورتی کی پوجا کی جاتی ہے۔ پوجا کے دوران مختلف منتر اور اشلوک پڑھے جاتے ہیں۔ مورتی کے پاس بیمار، کوڑھی، جُذامی اور دوسرے خبیث اور مزمن امراض والے آتے ہیں، مندر میں قیام کرتے ہیں اور راتیں گذارتے ہیں اور مورتی کو سجدے کرتے ہیں، اس کے سامنے گڑگڑاتے ہیں اور اس سے اپنی صحت کے لئے التجا کرتے ہیں، کھانا پینا ترک کر دیتے ہیں اور مورتی کی خوشنودی کے لئے روزے رکھتے ہیں یہاں تک کہ کوئی خواب میں آکر مریض کو بشارت دیتا ہے کہ تم شفایاب ہوئے اور تمھاری مراد بر آئی، مشہور ہے کہ مورتی خواب میں آکر خود مریض سے مخاطب ہوتی ہے اور وہ صحتیاب ہو جاتا ہے[۱]۔

شہرستانی[۲]۔

اس فرقہ کا دعویٰ ہے کہ سورج ایک فرشتہ ہے باعقل و روح، اس سے ستاروں کو نور اور عالم کو روشنی ملتی ہے اور موجودات عالم کی بقا کا اسی پر دارومدار ہے۔ سورج آسمان کا بادشاہ ہے اور اس لائق کہ اس کی تعظیم کی جائے، اس کو سجدے کئے جائیں، اس کے لئے خوشبوئیں سلگائی جائیں اور اس سے دعائیں مانگی جائیں۔ اس فرقہ کا نام آدت بھکتیہ (دینکیتیہ) ہے یعنی سورج کے پجاری۔ یہ لوگ سورج کی ایک مورتی بناتے ہیں جس کے ہاتھ میں آگ کے ہمرنگ ایک پتھر ہوتا ہے، اس کا ایک خاص مندر ہے جو اس کے نام پر بنایا گیا ہے، مندر کے لئے جائدادیں اور گاؤں وقف ہیں، اس کے پروہت اور منتظم ہیں، زائرین مندر آتے ہیں اور (دن میں) تین بار مورتی کی پوجا کرتے

۱؎ فہرست ص ۴۸۸ ۲؎ ۴۵۲/۱

ہیں، بیمار اور روگی بھی آتے ہیں اور مورتی کی خوشنودی کے لئے روزے رکھتے ہیں، پوجا کرتے ہیں اور اپنی صحت کے لئے دعائیں مانگتے ہیں۔

ابن الندیم[ا]

اَلشیہ (اَلشنیہ)

اس فرقہ کے لوگ کھانے پینے سے اجتناب کرتے ہیں۔

گنگا یاتریہ (گنکا یاترہ)

ہندوؤں کا ایک فرقہ گنگا یاتریہ (گنکا یاترہ) کہلاتا ہے، یہ لوگ سارے ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ اگر کسی شخص سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہوجائے تو اس کو چاہیئے خواہ دور ہو یا قریب گنگا میں جاکر غسل کرے، ایسا کرنے سے اس کے گناہ دھل جاتے ہیں۔

راجمرتیہ (راحمرسہ)

یہ لوگ راجاؤں کے فدائی ہوتے ہیں اور ان کی مدد ان کا دین ایمان ہے، وہ کہتے ہیں کہ راجاؤں کو خدا نے راج عطا کیا ہے اور ان کی خاطر اگر ہم مارے جائیں تو ہمیں جنت نصیب ہوگی۔

سادھو، فقیر، سنیاسی

سلیمان تاجر[۲] (نویں صدی کا ربع ثانی)

ہندوستان میں ایک فرقہ ہے جسے بیکرجین (بھکشو کہتے ہیں)، یہ لوگ ننگے رہتے ہیں، ان کی

ستر اور جسم لمبے لمبے بالوں سے ڈھکے ہوتے ہیں، ان کے ناخون لمبے ہوتے ہیں کیونکہ ان کو تراشا نہیں جاتا، یہ لوگ ہمیشہ گشت میں رہتے ہیں، ان کے ہر فرد کے گلے میں انسانی کھوپڑی کا ایک بادیہ ڈوری سے لٹکا ہوتا ہے، جب اسے بھوک ستاتی ہے تو وہ کسی ہندو کے دروازہ پر جاکر کھڑا ہو جاتا ہے، گھر والے جلدی جلدی پکے ہوئے چاول لاکر اس کو دیتے ہیں اور اس کے آنے سے خوش ہوتے ہیں۔ بھکشو انسانی سر کے بادیہ میں چاول لے کر کھاتا ہے اور جب اس کا پیٹ بھر جاتا ہے تو وہ چلا جاتا ہے۔[1]

بزرگ بن شہریار (دسویں صدی کا ربع ثالث):

میں نے ایک گذشتہ باب میں ہندوستان کے عابدوں اور زاہدوں کا کچھ ذکر کیا ہے[2]، ان کے کئی طبقے ہیں جن میں سے ایک کا نام بیکور ہے، ان کی ابتداء لنکا میں ہوئی، یہ لوگ مسلمانوں کو پسند کرتے ہیں اور ان سے بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں ننگے رہتے ہیں، نہ ان کے پیروں میں جوتی ہوتی ہے نہ تن پر کپڑا، کبھی کوئی بیکور چار انگل لمبا اور اتنا ہی چوڑا کپڑا ایک دھاگے سے کمر پر باندھ کر آگے پیچھے ستر پوشی کر لیتا ہے، جاڑوں میں بیکور کمر سے گھاس کی چٹائیاں لپیٹ لیتے ہیں، بعض بھکشو شہرت کی خاطر مختلف رنگوں کے پیوندوں کی دھوتی پہنتے ہیں اور جلائے ہوئے مردوں کی راکھ سارے جسم پر مل لیتے ہیں، سر منڈا دیتے ہیں اور ڈاڑھی مونچھ کے بال نوچ ڈالتے ہیں، بغلوں اور ناف کے بال نہیں کاٹتے لیکن اکثر اوقات ناخون کاٹ لیتے ہیں، ہر بھکشو کے پاس مردہ انسان کی کھوپڑی ہوتی ہے جس میں عبرت اور اظہار تواضع کے لئے وہ کھاتا پیتا ہے۔

سلیمان تاجر[3]

ہندوستان میں ایسے لوگ (سنیاسی) پائے جاتے ہیں جو جنگلوں اور پہاڑوں میں پھرتے

---

[1] عجائب الہند ص ۱۵۵ [2] مطبوعہ نسخہ میں یہ ذکر موجود نہیں۔ [3] سلسلۃ التواریخ ۱/ ۵۱

رہتے ہیں اور انسانوں سے میل جول نہیں رکھتے، وہ اکثر و بیشتر گھاس پات اور جنگلی پھلوں پر گذارہ کرتے ہیں، عورتوں سے الگ رہنے کے لئے پیشاب کی نالی میں لوہے کا ایک حلقہ ڈالے رہتے ہیں کچھ سنیاسی ننگے رہتے ہیں اور کچھ سورج کی طرف منھ کر کے کھڑے ہوجاتے ہیں، ان کے جسم پر چیتے کی ذراسی کھال ہوتی ہے، میں نے اس ہیئت میں ایک شخص کو دیکھا پھر سولہ[۱۶] سال بعد میرا اس شخص کے پاس سے گذر ہوا تو میں نے اسے سابقہ حال اور ہیئت میں کھڑا پایا، میں حیران تھا کہ سورج کی تمازت سے اس کی آنکھیں کیوں نہ بہ گئیں۔

دِمشقی[۱] (چودھویں صدی کا ربع اول):

جوگی (جوکیہ) اور یوگی (یوکیہ)

ہندوؤں کے عبادت گذار اور عالم فرقوں میں ایک جوگی فرقہ ہے، یہ لوگ خارق العادت کام کرتے ہیں، نظر بندی کے کرتب اور وہم وخیال کے طلسمات دکھاتے ہیں، دوسرا فرقہ یوگی کہلاتا ہے، ان کا امتیازی شان ریاضت اور دنیا سے بے تعلقی ہے، یہ لوگ اپنے جسم کے بال صاف کر دیتے ہیں اور کبھی تنہا نہیں رہتے بلکہ جہاں ہوتے ہیں دو[۲] دو اور جہاں بھی جاتے ہیں دو[۲] دو کی ٹولیوں میں، ان کی ایک عادت یہ ہے کہ وہ منی کے موذی فضلہ کو بطور علاج اپنے دوسرے ساتھی کے سُرین میں داخل کر کے سکون حاصل کرتے ہیں؛ ان کے ایک ساتھی کے گلے میں گھنٹی پڑی ہوتی ہے جب اس کو بھوک لگتی ہے تو وہ شہر کے دروازہ یا بازار یا گلی میں یا مندر کے دوار پر آکر خاص انداز سے گھنٹی بجاتا ہے، یہ آواز سب سے پہلے جو آدمی سن لے وہ فوراً دونوں ہاتھوں میں چاول بھر کر اس کے پاس آجاتا ہے، گھنٹی والا چاول لے کر اپنے ساتھی کے پاس جاتا ہے اور اس کے پاس رکھ دیتا ہے اور خود ہٹ جاتا ہے، ساتھی حسب ضرورت چاول کھا کر اٹھ جاتا ہے تب گھنٹی والا

---

[۱] نخبۃ الدہر ص ۲-۱۷۱

آتا ہے اور بھوک کے مطابق چاول کھالیتا ہے اور باقی چھوڑ کر اٹھ جاتا ہے، دینے والا آتا ہے اور بچا ہوا کھانا بطور تبرک اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے اٹھا لے جاتا ہے۔ برکت کی ہی خاطر ہندو راجاؤں اور اکابر کا کریا کرم یوگی کرتے ہیں اور ان کی راکھ محفوظ کر لیتے ہیں۔ جب حکمران راجہ کی سواری نکلتی ہے تو اس کے ساتھ ڈُو یوگی سونے کی تھالوں میں وہ راکھ لئے ہوئے چلتے ہیں اور جلوس کے لوگ تھوڑی تھوڑی راکھ منھ اور جسم پر ملتے رہتے ہیں، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اے راجہ تیرا بھی یہی انجام ہونے والا ہے، سوچ سمجھ کر زندگی گذار، ظلم سے بچ اور اچھے کام کیا کر۔

ہندو فلسفی

شہرستانی[۱]۔

یونانی فلاسفر فیثا غورس کا قلانوس نامی ایک شاگرد تھا جس نے اس سے فلسفہ کی تعلیم حاصل کی تھی، وہ ہندوستان کے کسی شہر میں آیا اور وہاں فیثا غورس کے فلسفہ کی اشاعت شروع کی۔ برحمنن بڑا ذہین، صائب فکر اور نقاد نظر ہندو تھا جسے عالم بالا کے حالات معلوم کرنے سے خاص دلچسپی تھی، اس نے قلانوس سے فلسفہ پڑھا اور اس کے نظریات سے استفادہ کیا، قلانوس کی وفات پر برحمنن سارے ہندو فلسفیوں کا امام ہو گیا۔ اس نے لوگوں کو جسم گھلانے اور روح و فکر کو توانا اور روشن بنانے کی تلقین کی، وہ کہتا تھا کہ جو شخص اپنی روح میں رفعت اور روشنی پیدا کرے گا اور جلد از جلد اس گندی دنیا سے نکلنے کی کوشش کرے گا اور اپنے جسم کو آلودگیوں سے صاف کرے گا اس پر کائنات کے رموز آشکارا ہو جائیں گے، وہ ہر غائب کو دیکھ سکتا ہے، ہر مشکل پر فتح پا سکتا ہے اور مسرور و شادماں جی سکتا ہے، نہ زندگی سے بیزار ہو گا

---

[۱] الملل والنحل ۱/۸ - ۲۵۵

نہ تکان محسوس کرے گا۔ برجمنن نے ہندوؤں کو سیدھا راستہ دکھا دیا اور ان کے سامنے دل کو لگتی دلیلیں پیش کیں تو ہندو تہذیب نفس اور تنویر روح کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ برجمنن یہ بھی کہا کرتا تھا: اس دنیا کی لذتوں کو چھوڑ کر ہی تم دوسرے عالم کی کامیابی پا سکتے ہو اور وہاں کی لذتوں سے ہمیشہ کے لئے متمتع ہو سکتے ہو۔ ہندوؤں نے اس کے خیالات و نظریات کا بغور مطالعہ کیا اور اس کے نظریات ان کے دل و دماغ میں اچھی طرح راسخ ہو گئے۔ جب برجمنن کا انتقال ہو گیا۔ اور اس وقت تک اس کے نظریات ان کے ذہنوں میں پہ خوب مرتسم ہو چکے تھے اور ان کے دلوں میں جلد از جلد عالم بالا پہنچنے کی بیتابی بڑھ چکی تھی تو ہندوؤں کے دو فرقے ہو گئے، ایک فرقہ کی رائے تھی کہ اس دنیا میں اولاد پیدا کرنے سے زیادہ بڑی کوئی غلطی نہیں ہو سکتی کیونکہ تناسل جسمانی لذت کوشی اور شہوانی نطفہ کا نتیجہ ہوتا ہے اور ہر وہ محرک جو عمدہ کھانے پینے سے پیدا ہو اور شہوت کو جگائے، حیوانی لذت کی خواہش کو اکسائے اور بہیمانہ جذبات میں جوش پیدا کرے اس قابل ہے کہ اس کو دبایا جائے، بنا بریں اس فرقہ کے لوگ اتنا کم کھاتے جو صرف ان کو زندہ رکھنے کے لئے کافی ہوتا اور ان کی ایک جماعت جسے عالم بالا پہنچنے کی عجلت تھی کم کھانا بھی پسند نہ کرتی تھی۔ اس فرقہ کی ایک دوسری جماعت کا طرز عمل یہ تھا کہ جب ان میں سے کسی کی عمر زیادہ ہو جاتی تو وہ خود کو آگ میں جلا ڈالتا تھا تزکیہ نفس اور تطہیر جسم اور نجات روح کی خاطر؛ ان کی ایک تیسری جماعت دنیوی نعمتیں، عمدہ کھانے اور عمدہ لباس فراہم کر کے ان کو اپنے سامنے رکھتی تاکہ آنکھیں ان کو دیکھیں اور ان کے حیوانی جذبات بھڑکیں اور ان کی طرف لپکیں، عین اس وقت یہ لوگ قوت عقلی و تمیز سے کام لیکر اپنے دل کو ان پر کشش چیزوں کی طرف سے ہٹا لیتے، نتیجہ یہ ہوتا کہ ان کے جسم دبلے ہو جاتے اور نفس حیوانی کمزور پڑ جاتا اور دونوں کا تعلق ایک دوسرے سے منقطع ہو جاتا۔

دوسرے فرقہ کا موقف تھا کہ تناسل، طعام و شراب اور دوسری لذتوں کو اعتدال کے ساتھ اختیار کیا جائے چنانچہ یہ لوگ ایک معتدل و متوازن زندگی بسر کرتے تھے اور شاذ و نادر ہی صحیح

حدود سے تجاوز کرتے تھے۔ دونوں فرقوں کی ایک جماعت نے فیثا غورس کے فلسفیانہ نظریات کا اتباع کر کے اپنی روحوں کو ایسا توانا اور عقل کو ایسا منور کرلیا کہ اپنے دوسرے ہم مسلک ہندوؤں کے دلوں سے اچھے برے خیالات کا ادراک کرنے لگے اوران کے حالات بتانے لگے نتیجہ یہ ہوا کہ موخر الذکر کے دلوں میں بھی فکری ریاضت اور نفس امارہ کو قابو میں رکھنے اور مذکورہ جماعت کی سطح تک پہنچنے کی پر زور خواہش پیدا ہوگئی۔ ان فرقوں کا نظریہ خدا کے بارے میں یہ ہے کہ وہ نور محض ہے لیکن اس نے اپنے اوپر کسی نہ کسی جسم کا پردہ ڈال لیا ہے تاکہ بس وہی دیکھ سکے جو اس کا اہل ہو..... ان کا عقیدہ ہے کہ

اور جس نے اپنے شہوانی جذبات سے جنگ کر کے خود کو دنیوی لذتوں سے بچالیا وہ نجات پالے گا اور جو دنیوی لذتوں میں پھنسا رہے گا وہ دنیا کا قیدی بنا رہے گا۔ شہوانی جذبات سے لڑائی میں کامیابی کے لئے ان برائیوں نیز ان کے محرکات ومسببات سے اجتناب ضروری ہے تخبر (؟)، غرور، تسکین، شہوت اور لالچ۔ جب سکندر[1] ہندوستان کے ان علاقوں[2] میں پہنچا اور وہاں کے ہندوؤں سے جنگ کا ارادہ کیا تو ان دو فرقوں میں سے ایک کا شہر سکندر کے لئے فتح کرنا مشکل ہوگیا، یہ وہ فرقہ تھا جو دنیا میں لذتوں کو اعتدال کے ساتھ استعمال کرنے کا قائل تھا، بڑی کوشش کے بعد سکندر اس علاقہ کو فتح کر سکا اور اس فرقہ کے فلاسفہ کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ یونانی حملہ آوروں کو فرقہ کے مقتولین کے زمین پر پڑے ہوئے جسم ایسے نظر آتے جیسے شفاف پانی میں مچھلیوں کے صاف ستھرے لاشے ہوں، یہ دیکھ کر ان کو اپنے کئے پر پشیمانی ہوئی اور انھوں نے فرقہ کے باقی لوگوں کو قتل کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ دوسرے فرقہ نے جو شادی بیاہ اور تناسل کو برا خیال کرتا تھا نیز جسمانی شہوت سے تائب تھا، سکندر کو ایک مراسلہ بھیجا جس میں اس کی فلسفہ دوستی اور علم سے رغبت نیز فلاسفہ اور ارباب دانش کی تعظیم کو سراہا تھا اور اس سے درخواست کی تھی کہ ان سے مناظرہ کے لئے ایک فلسفی بھیجدے، سکندر نے ایک فلسفی بھیج دیا جسے نظریاتی اور عملی فلسفہ میں بحث کر کے انھوں نے ہرا دیا۔ سکندر پر ان کی فلسفیانہ دانش مندی کا ایسا اثر ہوا کہ وہ شاندار عطیئے اور انعامات دیکر ان کا علاقہ چھوڑ کر چلا گیا۔

[illegible]